سلسلہ یادگار مشاہیر سیتاپور نمبر ۱

علامہ سیتاپوری

یعنی

فورٹ ولیم کالج کے رکن اعظم مولوی اکرام علی مترجم "اخوان الصفاء" کے مستند حالات

از

ڈاکٹر سید نادم سیتاپوری

[illegible] ایڈیٹر روزنامہ اثنا عشری

لاہور

قیمت ۱۲

حسب فرمائش

جناب سکریٹری صاحب مجلس ادب

سیتاپور

ایل بی پریس سیتاپور میں

چھپا

پیشکش

ان مختصر اوراق پریشان کو میں اردو زبان
و ادب کے بہی خواہ اور مشاہیر سیتاپور کے دیرینہ
محسن و سرپرست سرکار ابد قرار امیر الدولہ سعید الملک
خان بہادر راجہ محمد امیر احمد خاں صاحب بہادر والی محمود آباد
و جناب راجکمار محمد امیر حیدر خاں صاحب بہادر
دام اقبالہم و اجلالہم کے حضور میں پیش کرنیکا فخر
حاصل کرتا ہوں۔

نادم سیتاپوری

تعارف

از مولانا عابد رضا صاحب بی، اے آنرز ایم اے

برادرم ڈاکٹر سید نادم صاحب سیتاپوری خاندانی رئیس
ہونیکی حیثیت سے اون جملہ صفات کے حامل ہیں جو آپ
کے اسلاف میں برابر چلی آرہی تھیں۔ آپکے دلمیں حب وطن
کا وہ سچا جذبہ ہے جو اکثر مواقع پر مختلف عنوان سے ظہور پذیر
ہوا۔ چنانچہ اسی جذبہ کے ماتحت آپنے ارادہ کیا کہ سیتاپور
کے وہ مایہ ناز اشخاص جنکو گردش زمانہ نے پس پشت ڈال
رکھا ہے اور جنکو چند مرتبہ شناس وطن پرستوں کے علاوہ
سب نے فراموش کر دیا ہے۔ اون کے کچھ حالات زندگی قوم
کے سامنے پیش کر کے انکی یاد تازہ کریں۔ اسکی موجودہ
حالات میں ضرورت بھی تھی کیونکہ یہی وہ چند ہستیاں تھیں

جنھے سیتاپور آباد تھا اور آج بھی سیتاپور کو اگر

تو انھیں چند بزرگوار پر جنبہ سیدہ افتخار ہوا ہے ۔

سلسلہ کا پہلا رسالہ جو " علامہ سیتاپوری " کے نام

ہے اسمیں میرے جد امجد جناب مولوی منشی شیخ اکرام

اعلی اللہ مقامہ کے مختصر حالات زندگی ہیں ۔ اسکی تکمیل

ڈاکٹر صاحب کا اصرار ہوا کہ میں اسپر ریویو لکھوں ۔ اگرچہ

بہت معذرت کی لیکن کوئی عذر کارگر نہ ہوا ۔ پھر درد

درویش مجبوراً وعدہ کرلیا ۔ جب لکھنا شروع کیا تو

اپنے کو دو وجوہ سے اسکا اہل نہ پایا ۔ اول یہ کہ گو

خاندان کی آغوش میں پرورش ضرور پائی جسکی اردو مہ

لیکن ع

بچپنے سے ہو گیا انگریزیت کا درس خواں

میں نے اردو سیکھنے کا وقت پایا ہی کہاں

دوسری یہ کہ بہیر وستے میرا قلبی اور فطری تعلق ہونیکی حیثیت سے مناسب تھا کہ کوئی دوسرا شخص اسپر یہ کرتا لیکن تعمیل ارشاد ضروری تھی۔ ناظرین خود اس تحقیق عظیم کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ایک پوری صدی گذرنے کے بعد مولوی اکرام علی صاحب مرحوم کے حالات کو جمع کرنا جبکہ دنیا بالکل فراموش کر چکی تھی کس قدر دشوار تھا۔ گو نا قدردان دنیا نے نہیں بلکہ خود اہل سیتاپور نے ایسی جلیل القدر ہستی کو بھلا دیا لیکن تواریخ اون کے ادبی خدمات کی وجہ سے آغوش میں اونکو چھپائے ہوئے ہیں۔ لیکن ہماری بدقسمتی سے کوئی ایسی تاریخ یا تذکرہ نہیں جس میں مولوی صاحب موصوف کے مفصل حالات درج ہوں۔ مختلف تواریخ میں مختلف اور نامکمل حالات کا پتہ چلتا ہے۔ یہ صرف ڈاکٹر صاحب ہی کا کام تھا کہ اتنی مدت کے بعد اون ضخیم تواریخ کا نچوڑ لے کر مولوی اکرام علی صاحب

کی مکمل اور جامع سوانح لکھدی - حقیقتاً یہ وہ نقش اول ہ
جو سیتاپور کیلئے مایہ ناز اور قابل تقلید ہے - میں اس کامیا
پر ڈاکٹر صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں - خدا اون کے ارادو
میں کامیابی عطا فرمائے -

ادیب منزل سیتاپور
۲۰ جون ۱۹۳۶ء

عابد رضا

عرضداشت

یہ مختصر ترین تذکرہ گارش مندرجہ ذیل کتب تواریخ اور اقتباسات مقدمات کے ماخذ اور اقتباسات کی روشنی میں مکمل کی گئی ہے۔

۱۔ اورنٹل بیوگرافیکل ڈکشنری مرتبہ ٹامس ولیم بل مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال (Oriental Biographical dict.)

۲۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا جلد ۱۱ ایڈیشن نمبر ۹ مطبوعہ لندن

Encyclopaedia Britain v. 11

۳۔ ہسٹری آف اردو لٹریچر از رام بابو سکسینہ مطبوعہ لکھنؤ

History of Urdu Literature

۴۔ برادرز آف پیوریٹی مطبوعہ لندن پرنٹنگ ورکس لاہور

Brothers of Purity

۵۔ کاشف الحقائق از علامہ نواب امداد امام اثر مرحوم

۶۔ شرح انتخاب از علامہ تاجور نجیب آبادی مطبوعہ لاہور۔

۷۔ تاریخ نثر اردو (منثورات) از احسن مارہروی۔

۸۔ تاریخ نظم و نثر اردو از آغا محمد باقر ایم۔ اے۔ مطبوعہ لاہور

۹۔ سیرۃ المصنفین از مولوی محمد یحییٰ تنہا بی۔ اے۔

۱۰۔ تذکرہ شعرائے اردو کہن معروف بہ محبوب الزمن از ابو تراب محمد عبدالجبار خاں

۱۱۔ تجرباتِ طیبات از علامہ فرخ سیتاپوری مطبوعہ امیر المطابع سی

۱۲۔ اخوان الصفاء اردو مطبوعہ مطبع محمدی لکھنؤ۔

۱۳۔ اخوان الصفاء اردو مرتبہ مفتی حسن رضا ادیب سیتاپوری مرحوم مط

امیر المطابع سیتاپور۔

۱۴۔ رسالہ ہندوستانی الہ آباد جلد ۱ و ۲ بابتہ جنوری ۱۹۳۱ء

۱۵۔ گلدستۂ ادب از منوہر لال زتشی ایم۔ اے۔ مطبوعہ الہ آباد

۱۶۔ مقدمہ ۴ از کتاب حقیت موضع علی پور علی رضا پرگنہ

ضلع سیتاپور حد بست ۱۸۳۰ء بنام ہادی حسن رحیم

بنام علی رضا وغیرہ منفصلہ ۲۸ اگست ۱۸۶۸ء اجلا

جناب حاکم بندوبست صاحب بہادر سیتاپور

۱۷- مقدمہ سرکار قیصر ہند بنام شیخ علی محمد وغیرہ جرم دفعہ ۱۴۷ ت اکیٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء بابت مسجد شیخسراے منفصلہ سنہ ۱۸۹۹ء - اجلاس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سیتاپور

۱۸- یادداشت نوشتہ جناب سید مختار حسین صاحب جعفری ریٹائرڈ سب ٹریزری آفیسر داماد جناب منشی علی محمد صاحب ناظم سیتاپوری مرحوم و مغفور نبیرۂ حضرت علامہ سیتاپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

علامہ سیتاپوری

سترھویں اور اٹھارویں صدی عیسوی میں جب کے اردو نثر نگاری
سنگ بنیاد رکھا جاچکا تھا تاریخ آہستہ آہستہ تاثرہ ادب کو تلاش
کر رہی تھی اور سرزمین دکھن میں اردو نظم و نثر کی چمن بندیاں
ہو رہی تھیں، یکایک سیاسی انقلابات نے کروٹ لی۔ سات سمندر
کی سفید فام قومیں نوآبادیات تلاش کرتی ہوئی ہندوستان پہ
اور ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف سے مشرقی ہند میں ایک بہت بڑا
مرکز قائم کیا گیا۔ جس نے چند روزہ ترقیوں کے ساتھ ساتھ ہند
سیاسیات میں بھی دخل اندازی شروع کردی اور ہندوستانی
اقوام کی بے اتفاقیوں سے اون کے ذاتی معاملات میں
دخل حاصل کر کے سیاسی معاہدات کرلئے اور انھیں صوبہ
نے چند ہی روز میں ایک نئے اقتدار کی بنیاد ڈالدی۔

اٹھارویں صدی عیسوی کے آخر میں جب ایسٹ انڈیا کمپنی ہندوستان میں انگریزی حکومت کا مرکز بن چکی تو اس جدید نوآبادی کے انتظامات کے لئے انگلستان سے حکام اور عمال بلائے گئے۔ لیکن اختلاف زبان اور تفریق تمدن کی وجہ سے ان کو بہت دشواریاں لاحق ہوئیں۔ ۱۸۰۰ء میں لارڈ ویلزلی گورنر جنرل کے زمانہ میں بمقام کلکتہ ڈاکٹر جان گلکرائسٹ کے زیر اہتمام "فورٹ ولیم Fort William" میں ایک ایسا ادبی کالج قائم کیا گیا جس میں نو وارد انگریز افسروں کو ہندوستانی زبان اور تہذیب و تمدن کی تعلیم دی جاتی تھی۔ اور اس کالج میں ہندوستان کے طول و عرض سے بڑے بڑے باکمال نثار اور چوٹی کے ادیب اور انشاء پرداز جمع کئے گئے تھے اور تاریخی اعتبار سے شمالی ہند میں یہ کالج زبان اردو کی پہلی پرورش گاہ بن گیا۔

دلی کے میر امن لطف ۔ میر شیر علی افسوس ۔ مظہر
میر بہادر علی حسینی ۔ پنجاب کے نہال چند لاہوری ۔ گجرات کے
للو لال کوی ۔ سید محمد بخش حیدری ۔ اودھ کے اکرام علی
(علامہ سیتاپوری) حافظ الدین احمد ۔ منشی نرائن جہان ۔
امانت اللہ شیدا ۔ کپتان ٹامس ربیک ۔ ڈاکٹر ہنٹر اور کپتان
جوزف ٹیلر ۔ یہ سب حضرات اس اردو کی پہلی انجمن کے مقتدر
اراکین سے تھے ۔ جنھوں نے فورٹ ولیم کالج کی سرپرستی،
حسب ذیل ادبی کارنامے یادگار چھوڑے ۔

۱۔ سید محمد بخش حیدری نے "آرائش محفل"۔ "طوطا کہانی"
دہ مجالس ۔ گلزار دانش ۔ تاریخ نادری تصنیف کیں۔ سنہ
وفات ۱۸۲۳ء ۔

۲۔ میر بہادر علی حسینی نے "نثر بے نظیر" اور اخلاق ہندی
لکھی ۱۸۱۵ء میں وفات پائی ۔

۳- میر امن لطف دہلوی نے "باغ و بہار"۔ "چہار درویش" گنج خوبی۔ شائع کیں۔

۴- میر شیر علی افسوس۔ ان کی تصنیف ہے "باغ اردو" ہے ۱۸۰۹ء میں انتقال کیا۔

۵- حافظ الدین احمد نے "افشار خرد افروز" لکھی۔

۶- نہال چند لاہوری نے "گل بکاؤلی" کا ترجمہ "مذہب عشق" کے نام سے کیا۔

۷- کاظم علی جوان نے بارہ ماسہ لکھا اور شکنتلا کو اردو کا جامہ پہنایا۔

۸- للولال جی گجراتی نے "لطائف ہندی" تصنیف کی۔

۹- مظہر علی ولا نے "مادھونل" کا قصہ لکھا۔

۱۰- مولوی اکرام علی (علامہ سیتاپوری) نے عربی اخوان الصفاء کا اردو ترجمہ کیا۔

۱۱- بینی نرائن جہاں نے ۱۸۱۲ء میں "تذکرۃ الشعراء" تالیف کیا اور قصہ "چہار گلشن" کا اردو ترجمہ کیا۔

۱۲- مولوی امانت اللہ شیدا نے ۱۸۰۵ء میں "جامع الاخلاق" کے نام سے اخلاق جلالی کا ترجمہ کیا۔ اور صرف نحو منظوم تصنیف فرمائی۔

۱۳- کپتان جوزف ٹیلر نے ۱۸۰۸ء میں ایک لغت مرتب کی۔

۱۴- کپتان ٹامس روبک نے ۱۸۱۱ء میں ایک لغت اور فرہنگ اصطلاحات جہازرانی لکھی۔

ان تصانیف کے علاوہ خود جان گلکرائسٹ نے ایک درجن سے زیادہ کتابیں اردو زبان اور قواعد پر تصنیف کیں ان کو مشرقی تہذیب و تمدن سے بڑی دلچسپی اور انس تھا۔ اکثر ہندوستانی لباس زیب تن فرماتے تھے۔

اور ہندوستانی تہذیب کے رواج کے حامی تھے ان کے زمانہ میں اردو زبان اور ہندوستانی تہذیب مغرب سے قریب تر ہو گئی۔

"فورٹ ولیم" کے مصنفین کے ادبی کارناموں میں ایسی کتابیں تلاش سے کم ملیں گی جن کو اردو ادب کے تجدد طبعی سے منسوب کیا جا سکے۔ بلکہ زیادہ تر عربی و فارسی اور ہندی کتابوں کے ترجمہ شامل ہیں کیونکہ اس زمانے میں اردو زبان تمدن اثرات سے بیشتر خالی تھی جس کے لئے دوسری زبانوں کے تمدن اور تہذیب کو اردو کا لباس پہنا کر ادبی قالب میں ڈھالا گیا۔ نئے نئے محاورات اور عام فہم اصطلاحات جو اس وقت تک شریف گھرانوں میں "قومی امانت" کی طرح محفوظ تھے ان ترجموں کی صورت میں پیش کئے گئے۔

اس دور کے اردو ترجموں میں مولوی اکرام علی علامہ سیتاپوری
کا ترجمہ "اخوان الصفا" خاص طور پر قابل ذکر ہے جسے سنہ ۱۲۲۵ھ
مطابق سنہ ۱۸۱۰ء میں عربی اخوان الصفا سے ترجمہ کیا گیا ہے
یہ کتاب عربی زبان کے مشہور انشاپرداز ابوالحسن وابو محمد
ور ابوسلیمان وغیرہ بصرہ کے دس حضرات نے مجلسی حیثیت
سے انسائکلوپیڈیا کے طور پر مختلف علوم میں تصنیف کی تھی۔
جس کے تیسرے باب میں انسانوں اور حیوانوں کا مقدمہ درج
ہے اور بادشاہ جن کے روبرو مختلف حیوانوں نے اشرف المخلوقات
کی شکایات اور اپنے مطالبات پیش کئے ہیں۔ جن پر فریقین کا
ثبوت گزرا اور یہ فیصلہ ہوا کہ انسان اشرف المخلوقات
ہے اس کو تم پر حق تفاخر حاصل ہے لہذا دعوی مدعی بحق
مدعا علیہ خارج کیا جاتا ہے۔

مولوی اکرام علی سیتاپور اودھ کے باشندے تھے

ان کے جد امجد شیخ محمد رئیس پہلے مشاہیر بزرگ تھے جو قصبہ
سیتاپور میں آکر آباد ہوئے اور محلہ شیخ سرائے انہیں کی بزرگی
کی یادگار ہے اور یہ حضرت عمر ابن خطاب کی اولاد سے تھے ان
کے پوتے شیخ یحییٰ علیہ الرحمہ نے پا پیادہ بغداد شریف تک
سفر اختیار کیا اور حضرت عبدالقادر جیلانی کے مزار سے چند
تبرکات اپنے ہمراہ لائے جو ان کے ساتھ دفن کئے گئے۔

اکرام علی کا سلسلہ نسب شیخ محمد رئیس رئیس محلہ
شیخ سرائے سیتاپور تک پانچ واسطوں سے پہنچتا ہے۔
اکرام علی بن احسان علی بن مبارک محی الدین بن امیر المعروف
لاحول بن شیخ یحییٰ بن شیخ حبیب اللہ بن شیخ محمد رئیس
رئیس و بانی محلہ شیخ سرائے سیتاپور۔ ان کی خاندانی امارت
اور عظمت سیتاپور کی اسلامی تاریخ میں یادگار ہے۔ اکثر
اہل خاندان اور اسلاف بڑے بڑے مراتب جلیلہ پر فائز

رہے تقدس اور عظمت کے اعتبار سے دلی کے اولیاء کرام
سے اس خاندان کو تقرب خاص حاصل تھا۔ اور اون کے جد
اعلیٰ حضرت بابا فرید شکر گنج ایک مشہور و معروف صوفی بزرگ
گزرے ہیں۔ خود مولوی اکرام علی کے چچا شیخ سبحان علی جو کہ
ان کے خسر بھی تھے۔ شہنشاہان دہلی کے حضور میں ممتاز
تھے اور آپ نے اپنے بعد ایک کافی دولت چھوڑی تھی جس
کے یہ ورثہ دار ہوئے۔

اکرام علی کی تعلیم و تربیت اس علم پرور آغوش میں
ہوئی جس نے خاندانی شوکت اور جلالت کو گود لیوں کھلایا تھا
باپ اور چچا کے علاوہ علامہ حاجی تراب علی نامی خیرآبادی
علیہ الرحمہ جو رشتہ میں آپ کے بھائی ہوتے تھے ان کے سے
شفیق بزرگ کا علمی رجحان ایک ایسے عظیم الشان انقلاب
کا بانی ہوا جس نے اس درخشاں ستارے کو نیر اعظم کیطرح

سے اوج ادب پر چمکا دیا۔

علامہ تراب علی نامی تلمیذ رشید مرزا قتیل قصبہ خیرآباد ضلع سیتاپور اودھ کے ایک عالم بے عدیل اور فاضل جلیل بزرگ گذرے ہیں۔ فورٹ ولیم کالج میں ملازم تھے لیکن چونکہ ان کی تصنیفات سے کوئی کتاب موجود نہیں ہے اس لئے فورٹ ولیم کے مصنفین کی فہرست ان کے نام سے خالی نظر آتی ہے ان کے متعلق تذکرہ شعرائے دکھن میں لکھا ہے۔

"تراب علی نام عباسی الاصل ہیں آپ کا وطن خیرآباد ہے۔ سن شعور کے بعد آپ نے کتب معقول و منقول مولانا عبدالواحد و مولوی غلام امام کی خدمت میں ختم کئے اور کلام کی مشق مرزا قتیل کی خدمت میں کی۔ تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد تلاش معاش میں کلکتہ گئے۔ حکام برطانیہ کے ہمراہ ایران و عراق عجم کی خوب سیر و سیاحت سے مراجعت کرکے مدراس میں آئے کپنی کے

مدرسہ میں مدرس ہوئے۔ چند مدت بسر کرکے حرمین شریفین
کی زیارت کو گئے مراجعت کے وقت مقام بٹن (تشریف) میں ۱۲۲۱ھ میں
فردوس بریں کو روانہ ہوئے۔ آپ عالم و فاضل جامع العلوم تھے
نیک محضر و نیک سیرت تھے خوش تحریر و خوش تقریر تھے شاعری سے
دلچسپی رکھتے تھے جو کچھ موزوں فرماتے تھے خوب و مرغوب ہوتا تھا۔

"من اشعارہ الفارسی"

از جنبش شمشاد بہ گلگشت بہ چمن — یادم آمد روش قامت دلجوئے کسے
بر زبان دست کشائی بزم جذبۂ عشق — از پئے سجدہ بہ طاق خم ابروئے کسے
نیست ز بخت بدم چشم امید آنکہ بود — دست در دست و سرم بر سر زانوئے کسے

ص ۱۱۱۸ ، ص ۱۱۱۹

"خود اکرام علی" نے دیباچہ "اخوان الصفا" میں لکھا ہے۔
"صلوٰۃ اور سلام اسکی آل اور اصحاب پر جن کے سبب دین
اسلام نے قوت پائی اور انھوں نے ہمکو راہ ہدایت دکھائی

بعد اس کے عاصی پر معاصی اکرام علی دستاپوری) یہ کہتا ہے کہ میں

بموجب حسن ایجار جناب صاحب نامدار عالی منزلت اقتدار حکمت پناہ

تمام حکمائے زمانہ سے برتر دانائی میں تمام عقلائے عالم سے برسیر

خداوند نعمت مسٹر براہیم لاکٹ صاحب بہادر دام اقبالہ کے اور موافق

اخی استادی جناب بھائی صاحب قبلہ مولوی تراب علی صاحب

دام ظلہم کے شہر کلکتہ میں آیا اور رہنمونی طالع سے بعد حصول شرف

ملازمت کے مورد عنایت و مرحمت کا ہوا از بسکہ صاحب بہادر

کو کمال پرورش منظور تھی سرکار کمپنی بہادر میں نوکر رکھوا کر اپنے

پاس متعین کرا دیا"

غرضکہ علامہ تراب علی نامی کی سفارش پر اکرام علی خورشید

میں پہونچے اور براہیم لاکٹ کی قدردانیوں نے بہت جلد شرف

قبولیت عطا فرمایا اور کالج میں ملازم ہوکر براہیم لاکٹ کی اردو

تعلیم کیلئے مقرر کئے گئے اسی زمانے میں عربی و فارسی اردو

ہندی کے ترجمے اردو زبان میں ہو رہے تھے مسٹر جان ولیم

کی فرمائش پر مولوی اکرام علی نے عربی اخوان الصفا کے

تیسرے باب مناظرہ انسان و بہائم کا صحیح اور با محاورہ ترجمہ

اردو میں شروع کیا جو ۱۸۱۰ء میں اختتام کو پہونچا۔

"اخوان الصفا" کے ترجمہ کا کام ختم ہونے کے بعد اکرا

کی ترقی کے ذرائع اور وسیع ہو گئے اور ۱۸۱۱ء میں جبکہ مسٹر

جان گلکرسٹ انگلستان چلے گئے اور ان کی جگہ پر مسٹر

ٹیلر ہم لاکٹ فورٹ ولیم کالج کے انچارج مقرر ہوئے تو آ

نے مولوی اکرام علی کو فورٹ ولیم کالج کا حافظ دفتر مقرر کر

معقول مشاہرہ سے سرفراز فرمایا۔

چند سال اس عہدہ پر ممتاز رہ کر آپ شہر کلکتہ کے صد

مقرر کئے گئے۔ صدر عہدہ اوس زمانے بڑا جج کے

سمجھا جاتا تھا۔

اس زمانہ میں اکرام علی وقتاً فوقتاً اپنے وطن سیتاپور
آتے رہے اور اکثر امور خیر میں حصہ لیتے رہے۔ چنانچہ اپنے
مکان سے قریب ہی ایک مسجد کی تعمیر کا سلسلہ شروع
کرادیا۔ لیکن ابھی یہ مسجد مکمل نہ ہوئی تھی کہ آپ ارض پاک
اجمیر کے مفتی مقرر کرکے اجمیر بھیجد یئے گئے۔ چونکہ آپ کے
دل میں وحدت الٰہی کی روشنی جلوہ فگن تھی لہذا آپ نے
آستانہ حضرت خواجہ غریب نواز پہ جاروب کشی اپنا شعار
اور معمول بنالیا اور محو طاعت وعبادت الٰہی رہنے لگے۔
۱۸۳۷ء میں جب جامع مسجد کی تعمیر تکمیل کو پہونچی تو آپ
اجمیر شریف ہی میں تھے۔ چنانچہ صدر دروازہ مسجد پہ
یہ کتبہ درج ہے۔
تاریخ تعمیر مسجد ۱۲۵۳ھ بانی مسجد مولوی حکیم شیخ
اکرام علی فاروقی فریدی مفتی قادریہ کمار تیس سیتاپور تھانہ

تنخواہ سے مفتی اجمیر شریف ؟"

اسی جامع مسجد کے جانب شمال ایک گوشہ محل میں تین قبریں شیخ بیکی اور ان کے بزرگوں کی بنی ہوئی ہیں جن پر ہر سال عرس ہوتا ہے۔

جس سال یہ مسجد بن کر تیار ہوئی اسی سال یعنی ۱۸۳۷ء مطابق ۱۲۵۳ھ میں مولوی اکرام علی کا انتقال بمقام اجمیر شریف ہوگیا۔ اور وہیں درگاہ حضرت خواجہ میں مدفون ہوئے۔ ان کے وفات کے متعلق ایک تحیّر خیز واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔ مشہور ہے کہ جس دن اکرام علی کا انتقال اجمیر شریف میں ہوا۔ اسی دن اور اُسی وقت اس جامع مسجد کا شمالی مینار دفعتاً گر گیا جس سے سارے خاندان میں ایک اضطراب اور پریشانی پیدا ہو گی چنانچہ دس پندرہ روز کے بعد اکرام علی کے مرنے کی وحشتناک خبر اجمیر شریف

سے آئی جب دن اور ساعت کا حساب لگایا گیا تو اسکے
مرنے اور مینار کے شہید ہونے کا وقت اور دن ایک ہی
تھا۔ اس مینار کو اس کے بعد ان کے فرزند عالی [illegible]
اکبر علی صاحب مرحوم نے دوبارہ تعمیر کرایا۔

سیتاپور میں ان دنوں مولوی اکرام علی کے معاصرین
میں سید عبد اللہ رضوی بڑے باکمال بزرگ گذرے ہیں
جو ولی دکھنی کے ہمعصر تھے ان کا ایک شعر بہت مشہور ہے۔

تجھ بھواں کے پاس یوں ہے چشم مست
جیسے میخانہ کنارے آب جو

مختصر یہ کہ اردو ترجمہ کی تکمیل کے بعد اخوان الصفا
کو سب سے پہلی اردو کتاب ہے جو فورٹ ولیم کی طرف سے
چھاپ کر شائع کیا گیا۔ کیونکہ اس زمانے میں سنگ
مطبوعوں کا رواج کم تھا۔

یورپ میں سب سے پہلے ۱۸۶۵ء تا ۱۸۶۹ء

میں ڈاکٹر الیف ڈائرسی (Dieterici) نے اخوان الصفاء کا ترجمہ انگریزی زبان میں شائع کیا

جو بہت مقبول ہوا۔ اس انگریزی ترجمہ کے بعد ہی جب

سول سروس کورس تیار کیا گیا تو "اخوان الصفاء"

آئی۔سی۔ایس۔ کے نصاب تعلیم میں داخل کر لیا گیا

سنگی چھاپے میں سب سے پہلے ۱۸۴۹ء مطابق

۱۲۶۵ھ میں مطبع محمدی تکیہ شاہ فصیح لکھنؤ نے

"اخوان الصفاء" اردو کو شائع کیا تھا۔ تاریخی لحاظ

سے سب سے پہلا نسخہ ہے جو لکھنؤ پریس نے اردو "اخوان الصفا"

کا شائع کیا ہے۔ یہ کتاب کئی سال ہوتے میں نے لکھنؤ

میں خریدی تھی جو میرے پاس موجود ہے۔

سنگی چھاپہ کا دوسرا نسخہ ۱۸۶۱ء میں منشی نولکشور

مرحوم نے شائع کیا تھا۔ جس کا ذکر مولوی محمد یحیی صاحب
تنہا بی۔ اے۔ نے "سیرۃ المصنفین" میں کیا ہے
یہ کتاب ان کے کسی دوست کے پاس موجود ہے۔
انگریزی ترجموں میں "اخوان الصفاء" کا ترجمہ
برادر آف پیورٹی (Brothers of Purity)
کے نام سے مسٹر جان پلیٹس (Mr. John Platts)
نے کیا ہے جس کو لندن پرنٹنگ ورکس لاہور نے
نومبر ۱۹۰۹ء میں شائع کیا ہے۔ یہ نسخہ میرے پاس
موجود ہے۔

سب سے آخری ایڈیشن "اخوان الصفاء" کی کمیابی
کو محسوس کرتے ہوئے اکرام علی کے نامور پوتے منشی حسن صاحب
صاحب ادیب سیتاپوری مرحوم ایڈیٹر رسالہ تہذیب
نے ۱۹۱۶ء میں شائع کیا تھا یہ ایڈیشن صحت طباعت

اور نفاست کے لحاظ سے بہت کامیاب ایڈیشن
شروع میں حضرت ادیب کا لکھا ہوا ایک پر مغز
مقدمہ شامل ہے۔ لیکن اس ایڈیشن میں مترجم کی
حیات کی کمی ضرور ہے جس کی طرف معلوم ہوتا ہے
ادیب نے کوئی توجہ نہیں فرمائی ورنہ یہ اہم کام حد
مبارک اور احسن طریقہ پر مکمل ہو جاتا ابدالآباد تک
یادگار رہتا۔ فقط

نادم سیتاپوری

گزارش

قیمتی کتابیں تحریر کرنا اور چھپوانا یہ ہندوستان کے
زندہ در گور اور افلاس زدہ ہندوستانی لٹریچر کی کوئی خدمت نہیں
ہے بلکہ یہ ہندوستانی ادب کیلئے لاطائل مصیبت آپ جانتے ہیں
کہ اردو زبان جاننے والے لوگوں میں اتنی تعداد ایسی ہیں جنکو دونوں
وقت کی روٹی ملنا مشکل ہے چہ جائیکہ قیمتی کتابیں خریدنا
اور پڑھنا ۔

اسی خیال کے پیش نظر سستے پاکٹ ایڈیشن کا یہ مفید سلسلہ
شروع کیا گیا ہے جس کا مقصد اردو ادب اور اردو زبان کی سچی خدمت
آسان طریقہ پر کرنا اور مشاہیر ادب کے گم شدہ دفینے تلاش
کرکے سستے داموں پبلک تک پہونچانا ہے ۔ مرتب

اگر اس بہترین اور ارزاں اسکیم کو ارباب ادب پسندیدگی کی نظر سے دیکھا تو آئندہ بھی اس سلسلہ کو جاری رکھیں
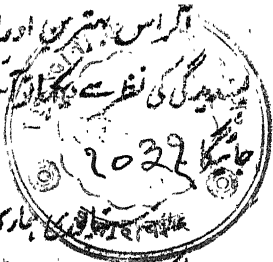
[illegible] ہماری مجلس ادب کی وہ پہلی مطبوعہ تصنیف ہے

جس میں ڈاکٹر نادم صاحب نے "فورٹ ولیم کالج" کے رکن اعظم مولوی

اکرام علی مترجم "اخوان الصفا" کے مستند حالات زندگی تحریر

فرمائے ہیں۔ غالباً یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ عظیم المرتبت تالیف سے

تاریخ ادب کا ایک ایسا زریں کارنامہ ہے جسکو قیامت تک فراموش

نہیں کیا جا سکتا۔ فقط

(قطب یار کستیانہ)

۲۵ رجب سنہ [illegible]

ناچیز

سکریٹری مجلس ادب [illegible]

اخوان الصفاء (اردو)

عربی اخوان الصفاء کا اردو سلیس اور بامحاورہ
ترجمہ جسے علامہ سیتاپوری مولوی اکرام علی نے اب
سے سوا سو سال قبل ترجمہ کیا تھا۔ اور منشی حسن رضا
صاحب ادیب مرحوم ایڈیٹر رسالہ تہذیب سیتاپور نے
سنہ ۱۹۱۶ء میں شائع کیا۔

قیمت فی مجلد ۸؍ علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ

سکریٹری مجلس ادب سیتاپور

و

منیجر جعفری بکڈپو سیتاپور
(اودھ)